کیا ان حقیقتوں کو جھٹلانا ممکن ہے؟

(۱) مدینہ منورہ میں ''قبلتین'' کے نام کی مسجد تعمیر کے حوالے سے تیسرے نمبر پر تو ہو سکتی ہے لیکن اول اور دوم نہیں۔

(۲) مدینہ منورہ میں تیسرے نمبر پر بننے والی مسجد کا رخ اول اور دوم تعمیر شدہ مساجد کے الٹ رخ پر نہیں بنایا جا سکتا تھا۔

(۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تیسرے نمبر پر بننے والی مسجد میں اتنے مہینوں میں نماز شمال کے رخ پڑھی جاتی تھی تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ حقیقت میں وہ شخص یہ بھی کہہ رہا ہے کہ پہلی دو مساجد میں بھی اُن مہینوں میں شمال کے رخ پر نماز پڑھی جاتی تھی؟

(۴) مسجد نبی ﷺ کی محراب (قِبْلَةَ) اول دن سے مدینہ منورہ کے جنوب کعبہ معظّمہ کی جانب ہے۔

(۵) مسجد نبوی ﷺ میں شمال کے رخ پر چہرہ کر کے امام نماز کی امامت کرا ہی نہیں سکتا تھا۔

اور

عربی زبان کی کسی بھی قدیم اور جدید لغت میں کیا لفظ ''قبلتین'' موجود ہے؟

آقائے نامدار، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، رسولِ کریم ﷺ كَافَّةً لِّلنَّاسِ تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر ہیں۔ مشرق و مغرب اس پر متفق ہیں کہ قرابت داروں سے باہر نکل کر تمام دنیا کو دعوت دینے کا وقت آنے پر رسولِ کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری پر مسجد قبا تعمیر فرمائی اور اس کے بعد مسجد نبوی کو تعمیر فرمایا۔ اس طرح ''قبلتین'' کے نام سے مشہور ہونے والی مسجد کے متعلق یہ بات حتمی اور قطعی ہے کہ تعمیر میں اس کا نمبر تیسرا تو ہو سکتا ہے اول اور دوم نہیں۔

اور یہ بات بھی طے شدہ اور حتمی ہے کہ ایک شہر میں مساجد کی (قِبْلَةَ) محراب ایک ہی رخ پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس شہر، مدینہ منورہ میں تیسرے نمبر پر تعمیر کی جانے والی مسجد [''قبلتین''] کی (قِبْلَةَ) محراب شمال (بیت المقدس) کی جانب بنائی گئی تھا تو پھر یہ تسلیم کرنے سے کیا وہ انکار کر سکتا ہے کہ اس شہر میں اول اور دوم نمبر پر بنائی جانے والی مساجد [مسجد قبا اور مسجد نبوی] کی (قِبْلَةَ) محراب بھی شمال (بیت المقدس) کی جانب بنائی گئی تھی؟ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے متضاد اور ناممکن ہیں۔ اس لئے جو کوئی یہ کہتا ہے کہ ''قبلتین'' کے نام سے معروف مسجد میں کچھ عرصے کیلئے نماز شمال (بیت المقدس) کی جانب پڑھی جاتی تھی وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ اس عرصے کے دوران مدینہ منورہ کی ان تینوں مساجد میں نماز شمال (بیت المقدس) کی جانب پڑھی جاتی تھی اور یہ کہ ان تینوں مساجد کی (قِبْلَةَ) محراب شمال (بیت المقدس) کی جانب تھی۔ اس صورتحال میں تینوں مساجد کی حیثیت 'کیا 'قبلتین'' نہیں ہو جاتی یعنی ایسی مساجد جن میں نماز دو (تِین) رخوں جنوب (کعبہ معظّمہ) اور شمال (بیت المقدس) کی جانب پڑھی گئی تھی؟

اور اگر اول اور دوم نمبر پر تعمیر کی گئی مساجد [مسجد قبا اور مسجد نبوی] کی (قِبْلَة) محراب جنوب (ٱلْكَعْبَة) کی جانب بنائی گئی تھیں تو پھر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تیسرے نمبر پر بننے والی مسجد ''قبلتین'' کی (قِبْلَة) محراب بھی جنوب (یعنی ٱلْكَعْبَة) کی جانب بنائی گئی تھی۔

اس نکتے پر آسانی اور یقینی انداز میں فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ مدینہ منورہ میں تعمیر کے حوالے سے اول مسجد قبا، دوم مسجد نبوی اور ان کے بعد بننے والی تیسری مسجد المعروف ''قبلتین'' کی (قِبْلَة) محراب کس جانب رکھی گئی تھی اگر ان میں سے کسی ایک مسجد کے متعلق بھی حتمی اور قطعی طور پر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ تعمیر کے وقت اس کا چہرہ (رخ) جنوب کی جانب یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف یا شمال کی جانب یعنی بیت المقدس کی طرف رکھا گیا تھا۔ یہ معلوم ہو تو اس سے واضح ہو جائے گا کہ مدینہ منورہ میں ابتدا سے نماز میں رخ کس جانب کیا جاتا تھا کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ مسجد کی محراب ایک رخ پر ہو اور امام اس کی بالکل الٹ سمت میں کسی دوسرے مقام پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائے

کیا کسی ایک (مؤرخ، محدث، مفکر، تاریخ دان، مفسر، محقق) نے بھی یہ کہا ہے کہ مسجد نبوی کا رخ پہلے دن سے جنوب کی جانب کعبہ کی طرف نہیں تھا؟ اگر کسی نے تخیل سے کہا ہوتا تو اس کی وقعت نہیں تھی کیونکہ قرآنِ مجید نے مسجد نبوی کے متعلق اس حقیقت کو ہمیشہ کیلئے محفوظ کیا ہے

أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ

''جس کی بنیاد (پہلی اینٹ) اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی تھی'' (حوالہ التوبہ ۱۰۸)

أُسِّسَ (ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مذکر غائب) کا مادہ ''ا س س'' ہے۔ اور معنی عمارت کی بنیاد ہیں جہاں سے تعمیر شروع ہوتی ہے۔ بنیاد کے ساتھ اول یوم کے اضافے نے واضح کر دیا کہ اس مسجد کا نقشہ اور پہلی اینٹ کا رکھنا تقویٰ پر تھا اور یاد رہے کعبہ معظّمہ کو قبلہ ماننا تقویٰ کی بنیادی شرائط میں سے ہے۔ قرآنِ مجید نے اس حقیقت کو ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا تھا کہ تعمیر کے اول دن سے مسجد نبوی کی محراب (قِبْلَة) مدینہ کے جنوب کی جانب یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف تھی۔ اس لئے مسجد نبوی کے بعد مدینہ منورہ میں بننے والی کسی بھی مسجد [بشمول ''قبلتین''] کا قِبْلَة کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا جس سے ظاہر ہو گیا کہ ان تینوں مساجد میں ابتدا ہی سے نماز میں چہرہ ٱلْكَعْبَة کی جانب ہوتا تھا۔ کیا یہ دقیق بات ہے کہ عقل تسلیم کرنے میں مانع اور ہچکچاہٹ کا سبب بن سکے؟ سامنے نظر آنے والی عیاں حقیقت ہے

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی مبارک زندگی اور بشری طور پر ہم سے جدا ہونے کے بعد بھی مسجد نبوی ایمان والوں کی محبتوں اور قلب و نگاہ کا ہمیشہ مرکز رہی ہے۔ اس لئے اس کی تعمیر اور وسعت کی تاریخ بھی نگاہوں کے سامنے رہی۔ آقائے نامدار ﷺ کے حجرہ

مبارک کی جگہ بھی تبدیل نہیں ہوئی۔ بڑے مقدر والا زمین کا وہ ٹکڑا بھی ہمیشہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے جسے آقائے نامدار ﷺ کی مبارک پیشانی کو سجدہ کرتے وقت بار بار چھونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آقائے نامدار ﷺ کے ادب کی اہمیت سمجھنے والے صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ کے لئے زمین کے اس ٹکڑے کو ڈھانپ دیا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ (معاذ اللہ) رسولِ کریم ﷺ نے کچھ عرصہ تک چہرہ مبارک ''بیت المقدس'' کی جانب یعنی شمال کے رخ کر کے نمازیں پڑھائی تھیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس ڈھانپے ہوئے مقام کی بجائے کسی دوسرے مقام پر کھڑے ہو کر رسولِ کریم ﷺ نماز کی امامت فرماتے تھے کیونکہ موجودہ ڈھانپے ہوئے مقام پر کھڑے ہو کر ''بیت المقدس'' (شمال) کی طرف رخ کر کے مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھانا ممکن ہی نہیں۔

رسولِ کریم ﷺ کا حجرہ مبارک اسی مقام پر ہے جہاں یہ پہلے دن تعمیر ہوا تھا اور اس کے پہلو میں ریاض الجنۃ ہے جو ان دنوں مسجد نبوی تھی اور موجودہ برآمدے والی جگہ بھی وہی ہے جو پہلے دن تھی۔ آج بھی آنکھوں سے دیکھی جانے والی ان شہادتوں کی موجودگی کے باوجود اگر یہ کہا جائے اور مان لیا جائے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ڈھانپے ہوئے مقام کے علاوہ بھی کہیں اور کھڑے ہو کر نمازیں پڑھائی تھیں تو پھر اس ناقابل فہم اور بعید از قیاس بات کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام کے کھڑے ہونے کی وہ جگہ مسجد کے برآمدے میں یا اس کی جانب تھی اور جماعت کھڑی ہونے کے بعد آنے والے نمازی رسولِ کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے سے ہوتے ہوئے پہلی صف کو کاٹتے ہوئے پیچھے پہنچ کر نماز میں شامل ہوتے تھے۔ کیا اس سے انکار ممکن ہے کہ عقل و فہم اس بات کو تسلیم کرنے کی اجازت نہیں دیتے؟

مطالعہ کے دوران قرآنِ مجید، مفردات اور لغت میں لفظ ''قبلتین'' مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا۔ کیا اہل علم و فکر کسی ایسی لغت کا حوالہ دے سکتے ہیں جس میں یہ ''لفظ'' موجود ہو؟ عربی لغت میں ایک لفظ کی عدم موجودگی اس کے غیر عربی ہونے پر دلیل ہے۔ لفظ اور تصور لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کی عدم موجودگی دوسرے کی عدم موجودگی کی ایک ایسی دلیل ہے جس کیلئے نئی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔
تحقیق طلب بات یہ ہے کہ کیا ''قبلتین'' عربی زبان کا لفظ ہے؟ کیا عربی زبان کی کسی بھی قدیم اور جدید لغت میں ''قبلتین'' موجود ہے؟ کیا یہ لفظ جعلی (false and fabricated) ہے؟ اگر لفظ ''جعلی'' ہے تو کیا وہ تصور بھی محض تخیل نہیں جس کا اس لفظ سے اظہار ہوتا ہے؟ لفظ وہی ہوتا ہے جو تحریر میں ہو۔ عربی زبان میں کلمہ کو زبان سے پڑھتے ہوئے اس کے آخری لفظ کی ''ۃ'' میں ''ت'' کو نہیں بولا جاتا۔ عربی لفظ قِبۡلَةَ ہے اور جملے کے آخر میں آئے تو اسے تلفظ ''قبلہ'' کرتے ہیں لیکن لکھتے ہوئے لازماً قِبۡلَةَ لکھیں گے وگرنہ وہ اردو/فارسی/انگریزی کی تحریر ہوگی عربی نہیں۔ قِبۡلَةَ کسی بَيۡتٍ کو بنایا جاتا ہے اور یہ دونوں مؤنث ہیں۔ اگر لفظ جعلی ہے تو جس کسی نے پہلی مرتبہ ''قبلتین'' (coin) استعمال کیا تھا وہ جانتا تھا کہ قِبۡلَةَ مؤنث ہے۔ اس لئے ''تین'' مؤنث استعمال کیا

کیا کوئی ماہرِلسان ''قبلتین'' کی جمع ہمیں بتا سکتا ہے کیونکہ دنیا میں قِبۡلَةَ تثنیہ یعنی دو نہیں بلکہ جمع یعنی تین ہیں پہلا مسلمانوں کا، دوسرا یہودیوں کا اور تیسرا عیسائیوں کا۔ عربی زبان میں جس شئے کی تثنیہ ہے کیا اس کی جمع بھی نہیں ہونی چاہیے؟

ایک اور لفظ جسے ہم استعمال کرتے چلے آرہے ہیں یعنی ''بیت المقدس''، اس کے متعلق بھی وضاحت ہے کہ قرآنِ مجید نے کسی بیت کو ٱلۡمُقَدَّسِ نہیں کہا بلکہ زمین، شہر کو ٱلۡأَرۡضَ ٱلۡمُقَدَّسَةَ کہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا: يَٰقَوۡمِ ٱدۡخُلُواْ ٱلۡأَرۡضَ ٱلۡمُقَدَّسَةَ ٱلَّتِي كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمۡ ''اے میری قوم! ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے'' (حوالہ المائدہ۔۲۱)۔ ''كَتَبَ'' کے معنی لغت میں یوں ملتے ہیں ''لکھنا، تحریر کرنا، مقرر اور مقدر کرنا، فرض کر دینا، پختہ ارادے اور عزم کو ظاہر کرتا ہے، حکم قطعی دے دینا، فیصلہ کر دینا''۔ زمان میں الفاظ کو متغیر اور بدلنے سے حقائق مسخ بھی ہو سکتے ہیں اور ان کی تلبیس کا امکان بھی ہوتا ہے۔ بیت شہر نہیں ہوتا اور شہر کو بیت نہیں کہا جا سکتا۔ ارض المقدس کو ''بیت المقدس'' بنانا کیا الفاظ کے ساتھ زبردستی (corrupt) کرنے کے مترادف تصور نہیں ہوگا؟ ''ٱلۡمُقَدَّسِ'' کا مادہ ''ق د س'' ہے اور زمین کے حوالے سے اس کے معنی نقائص و اسقام کو دور کر دینا ہیں۔ ایسی زمین جس میں برکات رکھی گئی ہوں (حوالہ الاعراف۔۱۳۷)۔ اور وادی طویٰ کیلئے ٱلۡمُقَدَّسِ آیا ہے۔ اسے بِٱلۡوَادِ ٱلۡمُقَدَّسِ طُوًى کہا گیا (حوالہ النازعات۔۱۶)۔ قرآنِ مجید کے فرمان کے مطابق قِبۡلَةَ صرف اور صرف ٱلۡبَيۡتِ ہوتا ہے۔ ٱلۡأَرۡضَ ٱلۡمُقَدَّسَةَ کو دنیا میں کوئی بھی قِبۡلَةَ کہہ سکتا تھا اور نہ کوئی اب کہہ سکتا ہے۔ بَيۡتِ کہلانے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ چار دیواریں، چھت اور داخلے کیلئے دروازہ ہو۔ ٱلۡأَرۡضَ ٱلۡمُقَدَّسَةَ میں یہ باتیں موجود نہیں ہوتیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ''میرا شہر'' بھی نہیں کہتا۔ لیکن کعبہ معظّمہ کو بَيۡتِيَ ''میرا گھر'' قرار دیتا ہے۔ (حوالہ البقرۃ۔۱۲۵، الحج۔۲۶)